اتر دیناج پور بنگال میں تحریک اصلاح فکر وعمل کے عظیم داعی ومبلغ

عالم ربانی شیر بنگال علامہ غیاث الدین رحمۃ اللہ علیہ

محمد ساجد رضا مصباحی: رکن آئینۂ ہند اکیڈمی اتر دیناج پور بنگال

داعی اسلام و سنیت، عالم ربانی، حضرت علامہ غیاث الدین علیہ الرحمۃ والرضوان جلیل القدر عالم، بے مثال صوفی اور دین وسنیت کے مخلص داعی ومبلغ تھے، آپ کی ولادت ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۱ء کو ضلع اتر دیناج پور کے ایک گاؤں کونہ میں ہوئی ،جامعہ حمیدیہ بنارس اور دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف سے تحصیل علم کیا۔ ۹۱/ سال کی عمر میں ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۲ء کو آپ کا وصال ہوا۔

ان کی۹۱/ سالہ زندگی مسلمانوں کے عقائد واعمال کی اصلاح، اسلام وسنیت کی ترویج واشاعت اور باطل وگمراہ فرقوں کی تردید وابطال میں گزری، انہوں نے حصولِ علم سے فراغت کے بعد میدانِ عمل میں قدم رکھا تو اپنے علاقہ اتر دیناج پور بنگال کے مسلمانوں کی دینی ومذہبی صورت حال کو دیکھ کر بے چین ہو اٹھے اور اہل سنت کے عقائد واعمال کے تحفظ کے لیے تن تنہا ایک سرگرم تحریک چلائی، جس کے بانی بھی وہی تھے اور معاون بھی وہی، قافلہ سالار بھی وہی تھے اور روح رواں بھی وہی۔ آپ نے مکمل عزم وحوصلے کے ساتھ قوم کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا، اور پورے اخلاص کے ساتھ جدوجہد شروع فرمائی، نہایت ناسازگار حالات میں بھی آپ جبل استقامت بن کر دین کے دشمنوں کے سامنے سینہ سپر رہے، یہ وہ زمانہ تھا جب اتر دیناج پور کے اس علاقے میں دیو بندیت اور وہابیت کے فروغ کے لیے نہایت خاموشی کے ساتھ زمین دوز تحریک چلائی جارہی تھی، سادہ لوح مسلمانوں کو بڑی چالاکی کے ساتھ وہابیت کے جال میں پھنسایا جارہا تھا، مونگیر بہار کا منت اللہ رحمانی ان دنوں اس علاقے میں ڈیرہ ڈال رکھا تھا، اور دیوبندیوں کے افکار ونظریات کی خاموش تبلیغ کے لیے جتن کر رہا تھا، پیشوایان دیوبند کی طرح یہ بھی تقیہ کے ذریعہ اپنی تحریک کو آگے بڑھا رہا تھا، ان دنوں اس علاقے میں دیوبندیت کا کوئی نام ونشان نہیں تھا، سارے لوگ سنی اور عقائد اہل سنت کے حامل تھے، معمولات اہل سنت پر عمل پیرا تھے، میلاد، سلام وقیام اور درود فاتحہ وغیرہ سب کچھ ہوتا تھا، ان ہی حالات میں سنیت کا لبادہ اوڑھ کر یہ بہروپیہ اس علاقے میں وارد ہوا، اس کا حال یہ تھا کہ جس جس گاؤں میں جاتا، وہاں کے سادہ لوح مسلمانوں کو فریب دے کر گمراہیت کے دل دل میں پھنسا دیتا۔ ادارے قائم کرتا، مساجد میں اپنے خیالات کا امام مقرر کرتا۔

اسمبلی حلقہ گوال پوکھر ۲ کے تحت واقع کالارام، شاہ پور، کمل پور، کبوترکھوپی وغیرہ گاؤں جو آج بدبودار دیوبندیوں کا گڑھ ہے ،منت اللہ رحمانی کی آمد سے قبل ان تمام قریات کے باشندگان اہل سنت کے معمولات بجالاتے تھے، لیکن اس نابکار کی خباثت نے اس حلقے کے مسلمانوں کو گمراہیت کے قعر عمیق میں ڈھکیل دیا۔

شیر بنگال حضرت علامہ غیاث الدین علیہ الرحمۃ والرضوان نے دیوبندیوں کی عیاری اور مکروفریب سے مسلمانوں کو بچانے کے لیے اپنی تقریروں کے ذریعہ ان کے گمراہ کن افکار ونظریات کو طشت ازبام کرنا شروع کیا، اور ان کا مسلسل ان کا تعاقب فرمایا، منت اللہ کے فتنے کی سرکوبی کے لیے پیہم جدوجہد فرمائی اور علاقے کے باصلاحیت علما کو بھی دیابنہ کی تردید وابطال کے کام میں لگایا۔

حضرت شیر بنگال علیہ الرحمۃ علم وعمل کے ساتھ اپنے دل میں دین کا بے پناہ اخلاص بھی رکھتے تھے، ان کے اسی اخلاص نے انہیں اپنی کوششوں میں کامیاب اور عوام وخواص میں بے پناہ مقبول بنا دیا تھا۔ بے سروسامانی کے عالم میں انہوں نے تبلیغ دین کا جو عظیم کارنامہ انجام دیا وہ حیرت انگیز ہے۔

حضرت شیر بنگال اپنے زمانے میں عوام وخواص کے مرجع ومقتدیٰ اور علاقے کے کاروانِ سنیت کے قافلہ سالار تھے،

ان کی جراءت و بے باکی، عزم و استقلال اور بے مثال مجاہدانہ کارناموں کی بنا پر انھیں **"شیر بنگال"** کا لقب دیا گیا، صحیح معنوں میں وہ اس کے مستحق بھی تھے۔ آج ضلع اتر دیناج پور خصوصاً بنگلہ دیش کے سرحدی علاقوں میں جو سنیت کی بہاریں ہیں وہ انہی کی مساعی جمیلہ کی مرہون منت ہیں۔ انہیں اس علاقے میں فکر رضا کا اولین ناشر و مبلغ ہونے کا بھی شرف حاصل ہے، آج ہمارے علاقے میں مسلک اعلیٰ حضرت کے جو نعرے لگ رہے ہیں اور ہر ہر فرد کی زبان پر اعلیٰ حضرت کے جو ترانے ہیں، یہ حضرت شیر بنگال ہی کا احسان ہے۔ وہ خانوادہ رضویہ کے خوشہ چیں تھے، اور ان کی محبت کا دم بھرتے تھے، شہزادہ اعلیٰ حضرت، مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خاں بریلوی قدس سرہ سے بیعت تھے، مرشد گرامی کا فیضان کرم ان پر جھوم جھوم کر برستا تھا۔ اور الحمدللہ حضرت شیر بنگال کے صدقے حضرت مفتی اعظم کا فیضان آج بھی یہاں خوب برس رہا ہے۔

آپ نے اپنے زمانے میں اس علاقے کی دیوبندیوں کی ناک میں نکیل ڈال رکھا تھا، آپ کے زمانے میں یہاں کئی مناظرے بھی ہوئے جن میں دیوبندیوں کو شکست فاش ہوئی، آپ اس وقت ہندوستان کے اکابر علمائے اہل سنت سے رابطے میں تھے، آپ کی دعوت پر یہ علما اس علاقے میں تشریف لے جایا کرتے، مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی، علامہ مشاہد رضا پیلی بھیتی، مجاہد ملت علامہ حبیب الرحمن صاحب اڑیسہ، پاسبان ملت علامہ مشتاق احمد نظامی رحمہم اللہ اکثر علاقے کا دورہ فرمایا کرتے تھے۔

دارالعلوم فیض عام کا قیام:

حضرت شیر بنگال علیہ الرحمۃ والرضوان کا ایک لازوال کارنامہ دارالعلوم فیض عام کونہ ونوری نگر کمات کا قیام ہے، انہوں نے اعلیٰ فکر وبصیرت، حد درجہ دور اندیشی اور مومنانہ فراست سے کام لیتے ہوئے فروغ علم دین کے لیے تقریبا ۱۹۵۰ء میں مدرسہ فیض عام قائم کیا۔ آپ کے قائم کردہ اس ادارے نے اس علاقے میں فروغِ سنیت اور اشاعت علم وادب میں بڑا اہم کردار ادا کیا، مسلسل چھ دہائی سے یہ ادارہ اپنے بانی کے فیضان کرم سے علم وادب کی اشاعت میں مصروف ہے، ہزاروں نونہالان قوم اس ادارے سے فیض پاکر زیور علم سے آراستہ ہوئے ہیں۔ آج کونہ ونوری نگر کمات اور قرب و جوار کے قریات میں جو اہل علم کی ایک مضبوط ٹیم موجود ہے اس میں حضرت شیر بنگال کی مخلصانہ جدوجہد کا بڑا حصہ ہے۔

حضرت شیر بنگال کی حیات مبارکہ کا یہ پہلو بھی ہمارے لیے خاص طور سے توجہ کا طالب ہے کہ آپ اپنے زمانے میں اس علاقے میں تن تنہا دیوبندیت اور وہابیت کے خلاف محاذ آرا تھے، لیکن سنیت کا بول بالا تھا، دیوبندی وہابی ہر محاذ پر خائب و خاسر تھے، ان کی تحریک سمٹتی جا رہی تھی، وہ اپنے ہدف کی تکمیل میں ناکام تھے۔ آج جب کہ ہمارے قرب و جوار میں علمائے اہل سنت کی ایک بڑی ٹیم موجود ہے، ہمارے سماج میں دینی وعصری تعلیم کا گراف بھی بڑھا ہے، اہل سنت کے متعدد دینی ومذہبی ادارے قائم ہو چکے ہیں۔ اسباب ووسائل بھی پہلے سے زیادہ مہیا ہیں، اس کے باوجود ہم دیوبندیت کے سیلاب میں باندھ باندھنے میں ناکام کیوں ہیں؟ بھولے بھالے سنی مسلمان وہابیت کے دلدل میں کیوں پھنستے جا رہے ہیں۔ ہمارے علما ان سوالات پہ غور کرنے کی ضرورت کیوں محسوس نہیں کرتے۔ ہم اپنے بزرگوں کے نام پر نعرے تو خوب لگاتے ہیں، دھوم دھام سے اعراس بھی خوب منعقد کرتے ہیں، لیکن ہمیں ان کے مشن کی تکمیل کے لیے عملی اقدام اور اس کے مضمرات پر غور کرنے کا موقع نہیں مل پاتا۔ ہمیں اس پہلو پر سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم دعوت وتبلیغ کے اپنے فریضہ منصبی سے سبک دوش ہو رہے ہیں؟ تبلیغ کے نام پر ہمارے پاس کوئی لائحہ عمل نہیں، اور نہ ہم تبلیغ کے اصولوں پر عمل پیرا ہیں۔

حضرت شیر بنگال علیہ الرحمہ زندگی بھر دیوبندیوں کے خلاف محاذ آرا رہے، انہوں نے دعوت وتبلیغ کے قرآنی اصول یعنی حکمت وموعظت کو اپنا وطیرہ بنایا، وہ مسخرہ اور بھونڈے الفاظ کبھی استعمال نہیں کرتے تھے، ان کا خطاب با وقار اور قرآن وحدیث کے دلائل سے مزین ہوتا تھا، وہ دیوبندیوں کے عقائد

ونظریات اور ان کے کالے کرتوتوں کو موضوع سخن بناتے لیکن اس کا مقصد انہیں حقائق سے آگاہ کرکے راہ راست پر لانا ہوتا تھا، نہ کہ جاہلانہ انداز میں ان کا مسخرہ کرنا، انہیں خوب معلوم تھا کہ مدعو قوم کو اپنی بات منوانے کے لیے انہیں پہلے اپنی بات سننے پر آمادہ کرنا ہوگا، اگر اول مرحلہ میں وہ ہماری بات سن کر بدک گئے تو ہم ان تک اپنا پیغام پہنچانے میں کامیاب نہیں ہوں سکیں گے، اور ہمارا مقصد اصلی فوت ہوجائے گا۔ لیکن آج ہم کیا کررہے ہیں، ہم نے ردوہابیہ کے لیے جو طریقے اپنائے ہیں وہ کتنے مفید ہیں، ان پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ آج ہم اپنے غیر حکیمانہ طریقوں کی وجہ سے ناکام ہیں اور ہمارے اسلاف دعوت وتبلیغ کے قرآنی اور حدیثی اسلوب کو اپنے لیے نمونہ عمل بنایا تو کامیاب رہے۔

شیر بنگال اور خدمت خلق:

شیر بنگال حضرت علامہ غیاث الدین علیہ الرحمہ تعویذات میں بہت مہارت رکھتے تھے، لوگ دور دراز سے آپ کی خدمت میں تعویذات کے لیے حاضر ہوتے، آپ انہیں تعویذات بھی عطا فرماتے اور نماز روزہ اور دیگر احکامات شرعیہ کی تلقین بھی فرماتے تھے ۔آپ کی دعائیں بڑی پُر تاثیر ہوا کرتی تھیں، مصیبت کے مارے اور غموں سے نڈھال لوگ آپ کی خدمت میں پریشان حال حاضر ہوتے ااور آپ کی دعاؤں سے ان کے مصائب وآلام دور ہوجاتے ۔آپ یہ سارے کام خالص خدمت خلق کی نیت سے کیا کرتے تھے، یہ آپ کی روزی روٹی کا ذریعہ نہیں تھا، آپ اپنے اخراجات اور گھریلو مصارف کے لیے کھیتی کیا کرتے تھے۔ اس علاقے میں جب بھی کوئی مصیبت آتی، بیماریوں کا سلسلہ شروع ہوتا، یا کوئی ناگہانی آفت آتی تو لوگ سیدھے حضرت شیر بنگال کی خدمت میں حاضر ہوتے، آپ خندہ پیشانی کے ساتھ متعلقہ گاؤں میں تشریف لے جاتے، گھروں کی بندش فرماتے، لوگوں کو اوراد وظائف بتاتے، نماز کی تلقین فرماتے، آپ کی تعویذات اور دعاؤں کے صدقے بلائیں دور ہوتیں، مصائب کافور ہوتے اور لوگ اطمینان کی سانس لیتے۔

تبلیغ دین میں جاں فشانیاں:

حضرت شیر بنگال علیہ الرحمۃ والرضوان اپنے علاقے کے مختلف اطراف میں میلاد پاک کی محفلوں میں تشریف لے جایا کرتے اور مدلل ومفصل خطاب فرمایا کرتے تھے، آپ کا خطاب اس قدر شگفتہ اور آسان لب ولہجے میں ہوتا کہ سب لوگ آسانی سے سمجھ لیتے۔ آپ تن تنہا سائیکل ہی سے دور دراز مقامات تک تشریف لے جاتے، اور رات کی تاریکی میں بلا خوف وخطر گھر واپس ہو جاتے، موسم کا مزاج کبھی آپ کی راہ کا ڑورہ نہیں بنتا، سردی ہو یا گرمی، بارش ہو یا دھوپ ہر حال میں دینی کاموں میں مصروف رہتے، علاقے کے دیوبندی آپ کو قتل کرنے کے مواقع ڈھونڈھتے لیکن اپنے ناپاک مقصد میں کام یاب نہیں ہوتے ۔ ایک بار بعض شر پسندوں نے رات کی تاریکی میں آپ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا اور راستے میں گھات لگاکر بیٹھ گئے، بیان کرنے والوں کا بیان ہے کہ جب آپ وہاں پہنچے تو دشمنوں نے دیکھا کہ شیر بنگال ہی کی شکل کے درجنوں لوگ سائیکل پر سوار ہیں، ان کے دلوں میں ہیبت بیٹھ گئی اور وہ اپنے ارادے سے باز آگئے۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ حضرت شیر بنگال علیہ الرحمہ نے دعوت وتبلیغ کی جو تحریک چلائی تھی ان کی مبارک تحریک سرد مہری کا شکار ہوگئی ہے، ایسا نہیں کہ ان کے بعد علاقہ علما سے خالی ہو گیا، بلکہ اس زمانے کے مقابلے میں آج علما کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے، اسباب ووسائل بھی پہلے سے زیادہ مہیا ہیں، لیکن اب شیر بنگال جیسا کوئی درد مند دل والا موجود نہیں ہے، تقریریں پہلے سے زیادہ ہور ہی ہیں، لیکن ان تقریروں سے اخلاص وللّٰہیت رخصت ہوگئی ہے، رسم اذاں باقی ہے لیکن روح بلالی کا دور دور تک کوئی پتہ نہیں ہے، پہلے جو کام میلاد کی محفلوں سے ہوتا تھا وہ آج بڑی بڑی کانفرنسوں سے نہیں ہو پارہا ہے، آخر کیوں؟ ہمارے علما کو اس سلسلے میں ٹھنڈے دماغ سے غور کرنا چاہیے۔

آج ہمارے علاقے میں منعقد ہونے والے اجلاس جن سے دینی دعوت کا بڑا کام ہوسکتا تھا، محض سیر وتفریح کا ذریعہ بن کر رہ گئے ہیں۔ میں معذرت کے ساتھ مدارس کے اساتذہ اور ذمے داران سے گزارش کرتا ہوں کہ خدارا ان دینی اسٹیجوں کے تقدس کو

پامال نہ ہونے دیجیے، ہمارے جلسوں کے اسٹیج اس وقت قہقہوں کے اڈے بنتے جا رہے ہیں، جاہل اور پیشہ ور خطبا کی بے راہ رویوں نے اسٹیجوں کی جو درگت بنائی ہے وہ تشویشناک ہے، رات بھر جلسہ سننے کے بعد سامعین کے لیے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ وہ کسی دینی جلسے سے آ رہے ہیں یا قہقہے کی محفل اور مجلس طنز و مزاح سے۔ غیر مہذب گویے قسم کے شعرا نے رہی سہی کسر پوری کر دی ہے۔ للہ اہل سنت کے اسٹیجوں کو مزید بدنام ہونے سے بچائیے ورنہ وہ دن دور نہیں جب آپ کے جلسوں میں صرف ناخواندہ اور گنوار قسم کے لوگ ہی جانا پسند کریں گے اور پڑھا لکھا سنجیدہ طبقہ آپ سے دور ہوتا جائے گا۔ دینی اسٹیجوں کو غیر موثر اور بدنام کرنے میں بعض مدارس کے اساتذہ اور انتظامیہ کا اہم رول رہا ہے، جنہوں نے خالص پیشہ ور خطبا اور گویے قسم کے شعرا کو اپنے جلسوں میں مدعو کر کے عوام کا ذوق بگاڑنے اور جلسوں کی معنویت کو ختم کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ جن کی ناعاقبت اندیشیوں نے اہل سنت کے دینی جلسوں کو مذاق بنا کر رکھ دیا ہے۔ میرا سر اس وقت شرم سے جھک گیا جب ایک دینی ادارے کے جلسہ دستار بندی کی صبح چوراہے پر کھڑے چند نوجوان رات کے جلسے میں بیان کیے ہوئے چٹکلے مزے لے لے کر سنا رہے تھے اور ایک مقرر کی تقریر پر تبصرے کرتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ "کل ایک مولوی صاحب اسٹیج میں تقریر کے دوران ڈانس کر رہے تھے"۔ میں نے اندازہ لگایا کہ رات میں نماز و روزے کی باتیں تو ان نوجوانوں کو یاد نہیں رہیں لیکن منبر رسول میں بیٹھ کر بیان کیے گئے چٹکلے ان کے ذہن و دماغ میں اثر چھوڑنے میں کامیاب ہو گئے، اس کی وجہ یہی ہے کہ آج ہمارے مقررین عوام کی عارضی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے قرآن و حدیث اور صوم و صلاۃ کی باتوں سے زیادہ لطیفے بیان کرتے ہیں۔ ایسے اجلاس کے اسٹیجوں میں بیٹھنا اہل علم اور سنجیدہ افراد کے لیے نہایت ناگوار ہوتا ہے۔

حضرت شیر بنگال اور روحانیت:

حضرت شیر بنگال علیہ الرحمۃ والرضوان تصوف و روحانیت کے بھی اعلیٰ مقام پر فائز تھے، آپ کے بیشتر اوقات ذکر و اذکار اور اوراد و وظائف میں گزرتے، آپ معمولات کے سخت پابند تھے، بعد نماز فجر طلوع آفتاب تک مصلیٰ پر بیٹھ کر وظائف کا ورد فرمایا کرتے۔

ہر چند کہ کرامت ولایت کا معیار نہیں، لیکن کرامات کا صدور اولیائے کرام کا وتیرہ رہا ہے، اس حوالے سے بھی حضرت شیر بنگال کی حیات مبارکہ درخشندہ نظر آتی ہے، مختلف مواقع پر آپ سے متعدّد کرامتوں کا صدور ہوا، دیکھنے والوں نے دیکھا، سننے والوں نے سنا اور محسوس کرنے والوں نے محسوس کیا، کبھی دشمنوں کو ہیبت میں مبتلا کرنے کے لیے ایک چٹکی مٹی پر دم کر کے ہوا میں اچھالا تو آپ کی شکل کے در جنوں افراد وجود میں آ گئے، کبھی آپ کے اشارے پر ناگہانی آفتوں نے اپنا راستہ بدل دیا۔

۵۳ / دن کے بعد قبر کھل گئی:

۱۹۹۲ ء کی بات ہے، میرے بچپن کا زمانہ تھا، آپ کے وصال کو ۵۳ / دن گزر چکے تھے، فجر کی نماز کے بعد ہم لوگ ناشتے کی تیاری میں تھے، اسی درمیان میں نے دیکھا کہ قبرستان میں لوگوں کا جم غفیر ہے اور مختلف اطراف سے لوگ کشاں کشاں قبرستان کی طرف آ رہے ہیں۔ معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ بارش کی وجہ سے حضرت شیر بنگال علیہ الرحمہ کی قبر مبارک کھل گئی ہے اور آپ کا جسم بالکل صحیح و سلامت ہے، سننے والوں کو اس حیرت انگیز واقعہ پر یقین نہیں ہو رہا تھا، اس لیے تصدیق کے لیے سبھی قبرستان کی طرف دوڑ رہے تھے، میں بھی اپنے والد گرامی اور محلے کے دیگر افراد کے ساتھ قبرستان پہنچا اور چشم حیرت سے ملاحظہ کیا کہ ۵۳ / دن قبل جس طرح حضرت کو دفن کیا گیا تھا، بالکل اسی حالت میں قبر میں آرام فرما ہیں، نہ تو کفن بوسیدہ ہوا ہے اور نہ ہی جسم مبارک میں کوئی تبدیلی آئی ہے، قبر سے بھینی بھینی خوشبو پھوٹ رہی ہے، جسم مبارک کے ارد گرد مٹی گری ہے، لیکن کفن اور نعش بالکل صاف ستھرے ہیں، ایک نہیں ہزاروں لوگوں نے اس کا مشاہدہ کیا، آپ کا روضہ مبارک چوں کہ لب سڑک واقع ہے اس لیے راہ گیروں نے بھی اس حیرت انگیز واقعے کا مشاہدہ کیا، کئی گھنٹے تک قبر کھلی رہی، لوگوں نے قرب و جوار کے دیوبندیوں کو پکڑ پکڑ کر دکھایا کہ دیکھو اہل سنت کی حقانیت کی یہ واضح دلیل ہے کہ ایک طویل عرصہ

گزرنے کے باوجود ابھی تک جسم اطہر صحیح وسالم ہے۔ دیوبندیوں نے دیکھا، ان کے چہرے کالے ہوگئے، زبانیں گنگ ہوگئیں اور اپنا سا منھ لے کر واپس ہوگئے، کئی گھنٹوں کے بعد قبر مبارک پھر بند کر دی گئی۔

یقینا یہ واقعہ حضرت شیر بنگال کی بارگاہ الٰہی میں مقبولیت اور آپ کی ولایت کی واضح دلیل ہے، سچ یہ ہے اللہ کے نیک بندوں کو آن واحد کے لیے موت آتی ہے، پھر وہ اپنی قبروں میں اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی حیات کے ساتھ جیتے ہیں۔

حضرت شیر بنگال کی شخصیت ہمارے دیار میں اس قدر معتمد اور معتبر مانی جاتی ہے کہ لوگ بات بات میں ان کی مثال پیش کرتے ہیں، اور ان کے عمل کو سند کی حیثیت دیتے ہیں، یقینا حضرت شیر بنگال ہمیشہ شریعت کے پابند رہے، انہوں نے شریعت کے مقابلے میں کبھی کسی مصلحت کی پرواہ نہیں کی، حق بات بولنے سے وہ کبھی نہیں چوکے، وہ صرف اپنے معبود حقیقی سے ڈرتے تھے، کسی دنیاوی عظمت وسطوت والے کا کبھی خوف نہیں کرتے۔ حضرت شیر بنگال کی عظمت اور ان کی استقامت اور تصلب فی الدین سب اپنی جگہ مسلم ہیں، ان سے کوئی بھی صاحب نظر انکار نہیں کر سکتا، لیکن ہمارے قرب وجوار کے بعض عمر رسیدہ افراد نے حضرت شیر بنگال کی جانب بہت سی غلط باتیں اور مسائل منسوب کر دیے ہیں، جن کا حضرت شیر بنگال سے کوئی تعلق نہیں، ان جاہل راویوں سے اس سلسلے میں دھوکا ہوا، وہ یا تو صحیح بات سن نہیں سکے یا پھر حافظہ نے ان کا ساتھ نہیں دیا، ایسی بہت ساری روایات ہیں، سر دست اپنے ساتھ پیش آنے والا ایک واقعہ نقل کرتا ہوں۔

غالباً ۲۰۰۵ء کی ایک شام کو حضرت مولانا احمد رضا قادری قبلہ استاذ دارالعلوم افضل المدارس الہ آباد اور چند علمائے کرام کے ساتھ ایک جنازے میں شرکت کے بعد ہم لوگ دارالعلوم فیض عام کی صحن میں بیٹھے مختلف موضوعات پر تبادلہ خیال کر رہے تھے، ہماری اس مجلس میں چند عمر رسیدہ افراد بھی تھے، اسی درمیان مغرب کی اذان کا وقت ہوا تو ہم لوگ نماز کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور مسجد کی طرف جانے لگے، ایک بزرگ نے ہمیں ٹوکتے ہوئے کہا کہ آپ لوگوں نے وضو نہیں بنایا، ہم نے کہا ہم باوضو ہیں اس لیے وضو بنانے کی کوئی ضرورت نہیں، انہوں نے ہمارے علم میں اضافہ کرتے ہوئے فرمایا، ابھی آپ لوگوں نے نماز جنازہ ادا کی ہے، اور نماز جنازہ کے وضو سے دوسری نمازیں نہیں ہو سکتیں، اس لیے وضو بنانا ضروری ہے۔ میں نے کہا کہ فقہی کتابوں کے اپنے محدود مطالعہ کی روشنی میں اتنی بات یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ نماز جناز کو نواقض وضو میں کہیں شمار نہیں کرا یا گیا ہے۔ اس پر وہ صاحب بول پڑے کیا آپ لوگ شیر بنگال سے بڑے عالم ہیں، ہم نے شیر بنگال سے سنا ہے کہ نماز جنازہ کے وضو سے دوسری نمازیں نہیں ادا کی جاسکتیں، آپ لوگوں نے حدیث ٹھیک سے نہیں پڑھی ہے۔ ایک اور صاحب ان کی حمایت میں کھڑے ہوگئے، انہوں نے بھی وہی راگ الاپنا شروع کر دیا، خیر ہم لوگوں نے مغرب کی نماز ادا کی بعد نماز مغرب بھی ان کو سمجھانے کی کوشش کی گئی لیکن وہ کسی قیمت پر ماننے کے لیے آمادہ نہیں ہوئے۔ افسوس اس بات پر ہوا کہ وہ اپنی جہالت کو حضرت شیر بنگال کی جانب منسوب کر رہا تھا، اور پورے اعتماد کے ساتھ کہہ رہا تھا، ایسے کئی لوگ آج بھی باحیات ہیں جو حضرت شیر بنگال کی جانب غلط مسائل منسوب کرنے میں کوئی خوف محسوس نہیں کرتے۔ ایسے لوگ خدا کا خوف کھائیں اور علما کی صحبت میں بیٹھ کر اپنی معلومات کی تصحیح کرالیں ورنہ غلط مسائل کی تشہیر اور اللہ کے ایک نیک بندے پر افترا کے وبال میں گرفتار ہوں گے۔

حضرت شیر بنگال علیہ الرحمہ کی حیات مبارکہ کا ہر ہر گوشہ درخشندہ وتابندہ ہے، جس کی تفصیل پھر کسی صحبت کے لیے رکھ چھوڑتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت کے فیوض وبرکات سے ہم سبھوں کو مالامال فرمائے اور ایمان پر خاتمہ فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆☆